پیش لفظ

یہ محض ایک اتفاق ہے کہ میں جب ۲۰۱۳ء میں اس مقالے کو مکمل کر رہی ہوں تو رابندر ناتھ ٹیگور کو نوبیل انعام ملے ایک صدی ہو چکی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس مقالے کو لکھنے کے سو سال بعد بھی ٹیگور جیسے عظیم فنکار پر تحقیق جاری ہو گی۔

میرے لیے یہ امر باعث مسرت و افتخار ہے کہ مجھے اس موضوع پر کام کرنے کا موقع ملا۔ لیکن ساتھ ہی حیرت بھی ہے کہ اتنے وسیع اور کثیر الجہت موضوع پر ہمارے ہاں کوئی مقالہ نہیں لکھا گیا۔ اگر وقت کی کمی آڑے نہ آتی تو میں بنگلہ زبان سے ضرور شناسائی حاصل کرتی لیکن ٹیگور کے افکار ترجمہ کے پیرہن میں بھی بھرپور تاثر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سویڈش کمیٹی کے ممبران نے اسے ترجموں کی وساطت سے پڑھ کر ہی انعام کا حقدار قرار دیا۔

ہر مقالہ نگار کی طرح مجھے بھی مختلف مراحل میں مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً باب دوم میں ٹیگور کے عہد کا پس منظر تلاش کرتے ہوئے بہت کم کتابیں میسّر ہوئیں۔ نیز باب پنجم میں اُردو ادب پر ٹیگور کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے مجھے اپنی کم علمی کا بہت احساس رہا۔ لیکن مجموعی مشکلات کے باوجود کلام ٹیگور سے لطف اندوزی کا پہلو ایک مسلسل تحریک کے طور پر موجود رہا۔

ذاتی زندگی کی مشکلات کا ذکر کروں تو میری زندگی کے یہی چھ برس سب سے زیادہ پر تغیر تھے۔ ایم فل کا مقالہ محض زمانہ طالب علمی کی فرصت میں لکھی ہوئی ایک کاوش ہے لیکن پی ایچ ڈی کا سفر جب شروع کیا تو ہر لمحہ تبدیلی کا لمحہ تھا۔ لیکچرر شپ سے لے کر ٹرانسفرز تک اور دوسری طرف شادی اور مامتا جیسے عظیم فرض تک زندگی کا ہر ورق ایک نئے اسلوب کا متقاضی تھا۔ میں نے ہر باب میں کچھ نہ کچھ حاصل کیا اور جہاں کچھ کھو دیا وہاں بھی تجربے جیسی دولت حاصل کی۔

میری زندگی کا واحد المیہ والد صاحب کی وفات ہے۔ جس کے بعد زندگی بظاہر تو ویسی ہی ہے لیکن اس کا ذائقہ بالکل بدل چکا ہے اپنے پیاروں کو کھو دینے کا یہی احساس ٹیگور سے گیتا نجلی جیسی شاہکار نظمیں لکھواتا ہے اور یہی احساس ہر نئے قاری کے ذریعے نئے معانی مرتب کرتا ہے۔

آغاز میں اس مقالے کے نگران ڈاکٹر شفیق عجمی تھے۔ میری پسند کے موضوع کو منتخب کرانے میں میری معاونت کی۔ ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی اگرچہ بالکل آخری مراحل میں نگران مقرر ہوئے لیکن میری چند الجھنوں میں ان کی رہنمائی نے آسانی فراہم کر دی جس کیلئے میں ان کی بہت شکر گزار ہوں۔

اس ضمن میں صدر شعبۂ اُردو ڈاکٹر محمد ہارون قادر کی بھی انتہائی مشکور ہوں کہ نہ صرف کمپوزنگ کی مشکل میں میری مدد کی بلکہ کتابیات اور مجموعی پیش کش میں بھی ان کی رہنمائی شامل ہے۔

میں ڈاکٹر رفاقت علی شاہد کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے مکتبہ جامعہ نئی دہلی سے ایک مفید مجموعہ فراہم کرنے میں معاونت کی۔

اس مقالے کی تیاری میں لاہور کی تقریباً تمام لائبریریوں سے رہنمائی ملی لیکن خاص طور پر پنجاب پبلک لائبریری اور دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے سٹاف کی ممنون ہوں جنھوں نے بہت حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ کراچی کی بیدل لائبریری کے لائبریرین محمد زبیر صاحب کی بھی شکر گزار ہوں کہ کچھ مفید مواد بذریعہ ڈاک مجھے بھجوایا۔

حرف آخر کے طور پر یہ کہوں گی کہ اس مقالے کو محض ایک طالب علمانہ کوشش سمجھا جائے۔

حنا صبا
شعبۂ اُردو
جی سی یونیورسٹی، لاہور